www.KitaboSunnat.com

فقہ و اجتہاد

مترجم: مولانا عبدالجبار سلفی
رکن مجلس التحقیق الاسلامی

عصری مسائل کے لئے شرعی ضوابط کے تحت اجتہاد

[ڈاکٹر یوسف قرضاوی، ڈین کلیہ شریعہ، قطر یونیورسٹی سے گفتگو ☆]

اجتہاد انسانی زندگی میں پیش آمدہ مسائل کے بارے میں الہامی رہنمائی کے لیے اس انتہائی ذہنی کدو کاوش کا نام ہے جس کا مدار تو کتاب وسنت ہی ہوتے ہیں لیکن مجتہد کو اس بارے میں کتاب وسنت کی واضح صریح نصوص نہ ملنے پر کتابِ وسنت کی وسعتوں اور گہرائیوں میں اُترنا پڑتا ہے۔ اگر غور وفکر کی گیرائی اور گہرائی شریعت کی مہیا کردہ رہنمائی کی تلاش کے لیے نہ ہو تو اسے 'اجتہاد' کی بجائے 'تدبیر' کہتے ہیں۔ پھر اگرچہ نبی کو بھی نت نئے پیش آمدہ بہت سے مسائل میں اللہ کی رضا معلوم کرنے کے لیے ایسی ذہنی تگ وتاز سے ضرور واسطہ پڑتا ہے لیکن چونکہ اللہ عاصم اور نبی معصوم ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی کو استصواب کے ذریعے ایسی اجتہادی غلطی پر قائم رہنے سے بھی تحفظ فرما دیا ہے اس لیے اِصطلاحِ شرع میں نبی کا اجتہاد 'سنت وحدیث' ہی کہلاتا ہے جو انسانی کاوشِ اجتہاد وفقہ کی بجائے شریعت کا حصہ ہے۔

چونکہ غیر نبی کے لیے اجتہاد میں انسانی تگ وتاز کا یہ پہلو صحت وخطا کے احتمال سے خالی نہیں ہو سکتا اور بسا اوقات وہ الہامی ہدایت کے بجائے صرف دنیاوی تدبیر کے زمرے میں داخل ہو جاتا ہے، اس لیے علمائے دین اس کے بارے میں بڑے محتاط ہیں اور وہ نہ تو ہر ایرے غیرے کو اجتہاد کی اجازت دیتے ہیں اور نہ ہی اس بارے میں سابقہ ذخیرۂ فقہ سے ناآشنائی کو برداشت کرتے ہیں۔ اِسی بنا پر جدید دانشور طبقہ انہیں قدامت پرستی کا طعن دیتا ہے حالانکہ ع ز تقلید عالمانِ کم نظر اقتداء بر رفتگان محفوظ تر

تاہم اس بارے میں اسلامی معاشرے میں موجود تقلید والحاد کے دو انتہائی رویوں سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسی اِفراط وتفریط کا جائزہ اس مکالمہ میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے (محدث)

کیا ہر زمانے میں اجتہاد کی گنجائش ہے؟

☆**سوال ۱:** اِجتہاد دین کا حصہ ہے اور یہ شرعی اُصول وضوابط کے تحت ہی کیا جاتا ہے۔ جن سے آگاہی حاصل ہونے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ اسلام ایک زندہ وتابندہ مذہب ہے اور اس میں پیش آمدہ

☆ ماخوذ از عربی مجلہ الأمة دوحہ، قطر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام مسائل حل کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔اس ضمن میں بتائیں کہ ارتقاءِ اجتہاد کے تاریخی مراحل کیا ہیں؟ اور بقول بعض علماء اجتہاد کا دروازہ اب بند ہے یا نہیں؟ بصورتِ اثبات، آج کل اس کی ذمہ داری کون نبھا سکتا ہے؟

جواب: اجتہــــاد رسولِ کریم ﷺ کے وقت سے ہی شروع ہے۔مثلاً جب نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو بنی قریظہ کی طرف بھیجا تھا تو بعض صحابہ نے نمازِ عصر راستے میں ادا کی اور باقی نے بنی قریظہ میں جاکر ادا کی۔ راستے میں نمازِ عصر ادا کرنے والوں نے اجتہاد کیا تھا اور نبی اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کی اور ان کے اس فعل پر ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا۔اسی طرح حضرت معاذ بن جبلؓ کا واقعہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کو یمن کا قاضی بناتے وقت پوچھا تھا کہ

اگر تمہیں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو کس طرح فیصلہ کرو گے؟ معاذؓ نے جواب میں فرمایا کہ کتاب اللہ کے ساتھ، تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر وہ فیصلہ کتاب اللہ میں موجود نہ ہو تو پھر کیا کرو گے؟

تو معاذؓ نے جواب دیا کہ سنتِ رسول ﷺ سے حل پیش کروں گا۔تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ سنتِ رسول ﷺ میں بھی موجود نہ ہو تو پھر کیسے حل کرو گے؟ تو معاذؓ نے عرض کیا کہ میں اپنی ذاتی رائے سے اس کو حل کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کروں گا۔

حضور ﷺ حضرت معاذؓ کے اس جواب سے خوش ہوئے اور ان کی تعریف کی اور انہیں یہ منصب تفویض کرکے اطمینان کا اظہار کیا۔ یہ حدیث عوام میں بڑی مشہور ہے اور متعدد ائمہ کرام مثلاً امام مجدد ابوالعباس احمد بن تیمیہؒ، ابن قیمؒ، امام ذہبیؒ، امام ابن کثیرؒ وغیرہ نے اس کو جیّــــد کہا ہے☆ ...... حضرت معاذؓ کے علاوہ بھی متعدد صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ کی زندگی اور آپ کی عدم موجودگی میں اجتہاد کیا تو آپ نے مطلع ہونے پر بعض کے اجتہاد کو برقرار رکھا اور بعض کی غلطی واضح کردی۔اور آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد بھی صحابہ کرامؓ اجتہاد کرتے رہے اور زندگی میں پیش آمدہ مسائل کو اسلام کی نصوص اور اس کے وسیع اُصول وضوابط کے تحت حل کرتے رہے گویا انہوں نے اسلام کے راہنما اُصولوں میں ہر بیماری کی دوا اور ہر مشکل کا حل معلوم کرلیا اور واقعاتی زندگی میں صحابہ کرامؓ کا اجتہاد اور مسائل زندگی کو حل کرنے میں ان کا فہم وتدبر، اسلام کی اس اصلی فقہ کو اُجاگر کرتا ہے جو نصوص میں کمی وبیشی کئے بغیر لوگوں کی مشکلات کے حل اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے اور انہیں مراعات فراہم کرنے میں ممتاز ہے۔

خلفاءِ راشدین، ابن مسعود، ابن عباس اور حضرت عائشہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فقہ پر عبور حاصل کرنے والا شخص اجتہاد کے میدان میں ان کی ذہانت اور تفقہ فی الدین کی ایسی ہی مثالیں پائے گا اور اسے یقین ہوجائے گا کہ صحابہ کرامؓ اسلام کی روح کو سمجھنے میں سب سے زیادہ فقیہ تھے۔

☆ یہ روایت اجمالی معنی کے لحاظ سے جید ہے کیونکہ بہت سی دیگر معتبر روایات اس کے مفہوم کی مؤید ہیں۔ اگرچہ بہ سندِ خاص روایتِ حدیث کی رو سے ضعیف ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام کے اجتہاد کی بہت سی مثالیں ہیں مثلاً حضرت عمرؓ کا ارضِ عراق کے بارے میں موقف اور حضرت علی اور حضرت معاذ کا ان کے ساتھ موافقت کرنا۔ارضِ عراق کے متعلق حضرت عمرؓ نے فیصلہ کیا کہ اس کے چار حصے فاتحین اور مجاہدین میں تقسیم نہ کیے جائیں حالانکہ قرآن میں صاف مذکور ہے ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَه...... الخ﴾ (سورۃ الانفال) اور اس فیصلہ پر اعتراض کرنے والوں کو جواب دیا کہ تمہارا خیال ہے کہ بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے کچھ بھی نہ بچے تو حضرت علیؓ اور حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ کوئی ایسا پروگرام بنائیں جو موجودہ لوگوں اور بعد میں آنے والوں کو کفایت کرسکے۔تو اس اجتہاد سے تمام معاشرے کی اجتماعی کفالت واجب قرار دے دی گئی۔

اسی طرح حضرت عثمانؓ کا گمشدہ اونٹ کے بارے میں موقف، کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے زمانے میں گم شدہ اونٹ کو اپنے حال پر چھوڑ دینے کا حکم دیا تھا اور دریافت کرنے والے کو فرمایا: تجھے اونٹ سے کیا سروکار ہے! اس کا تو پانی اور خوراک اس کے ساتھ ہی ہے، پانی پر خود پہنچ جائے گا اور درختوں کے پتے کھاتا رہے گا یہاں تک کہ اس کا اصل مالک اسے پالے گا۔اسی حکم کے تحت عہدِ ابوبکرؓ وعمر فاروقؓ میں گم شدہ اونٹ چھوڑ دیے جاتے تھے۔لیکن حضرت عثمانؓ کے زمانے میں لوگوں کی طبائع بدل گئیں اور لوگ گم شدہ اونٹوں کو پکڑنے لگے اور انہیں اپنے اصل مالکوں کی طرف نہیں لوٹایا جاتا تھا تو حضرت عثمانؓ نے اسی میں مصلحت سمجھی کہ ان کو محفوظ کرلیا جائے اور اس مقصد کے لئے ایک نگہبان مقرر کیا جو ان اونٹوں کو جمع کرتا اور انہیں اصل مالکوں کے پاس لوٹا دیتا اور مالک نہ ملنے کی صورت میں انہیں فروخت کرکے رقم محفوظ کرلی جاتی یہاں تک کہ اصل مالک مل جاتا تو رقم اس کے حوالے کردی جاتی۔

اسی طرح حضرت علیؓ نے اپنے دورِ خلافت میں فیصلہ کیا کہ لوگوں کا جو مال یا سامان کاریگر کے پاس سے ضائع ہوجائے تو کاریگر سے اس کی قیمت وصول کرلی جائے۔حالانکہ کاریگر (صناع) کا ہاتھ دراصل امانت محفوظ کرنے والا ہوتا ہے۔لیکن حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میرا یہی فیصلہ لوگوں کے لئے درست ہے۔یہی صحابہ کرامؓ کی اعلیٰ درجہ کی فقاہت تھی اور انہوں نے دین حنیف میں دی جانے والی سہولتوں میں اُصولوں کو بھی فراموش نہیں کیا۔صحابہ کرامؓ کے تلامذہ بھی انہی اصولوں پر چلتے رہے، انہوں نے مساجد میں فقہی مدارس قائم کیے جو پیش آمدہ مسائل کا جائزہ لیتے اور ان کے متعلق اپنے فتاویٰ صادر کرتے اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ان کا حل پیش کیا کرتے تھے۔انہی مساجد میں قائم شدہ جامعات (یونیورسٹیوں) سے بڑے بڑے مشاہیر ائمہ کرام مثلاً امام ثوریؒ، امام اوزاعیؒ، اور امام طبریؒ، امام داود ظاہریؒ پیدا ہوئے۔اس طرح خیر القرون میں بھی بے شمار مجتہدین پیدا ہوئے جن کے رُجحانات احکام کے استنباط میں مختلف ضرور تھے لیکن سب اس بات پر متفق تھے کہ احکامِ شریعت کی بنیاد اور ان کا مأخذ کتاب وسنت ہی ہیں۔کتاب اللہ اصل ہے اور سنتِ رسول اس کی شارح ہے۔اس کے بعد جمہور علماءِ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِمت کے نزدیک، دو اور اُصول اِجماع اور قیاس ہیں، پھر دوسرے مصادر (مثلاً استحسان، استصلاح، سد ذرائع، عرفِ عام اور شرائع سابقہ وغیرہ) کی باری آتی ہے جن میں کچھ چیزوں کے بارے میں فقہاء متفق ہیں اور بعض کے بارے میں ان باہمی کا اختلاف ہے، ان میں سے بعض فقہا گنجائش دینے کے قائل ہیں اور بعض اس کے خلاف ہیں۔

مذکورہ بالا بحث سے واضح ہوا کہ علم فقہ نشوونما پاتا اور پروان چڑھتا رہا۔ جس قدر جدید مسائل پیش آتے گئے، اسی قدر ان کو حل کرنے کے لیے فقہی کاوشیں رنگ لاتی رہیں اور اس موضوع پر کتابیں مدوّن ہوتی گئیں۔ مسلمانوں میں کتاب وسنت کی روشنی میں جس قدر استنباط کے طریقے وضع کیے گئے، سابقہ اُمتوں سے اس کی مثال ملنا محال ہے اور یہی اسلامی فقہ مسلمانوں کا قابل افتخار سرمایہ ہے۔ یہی فقہ اور فتاویٰ، فیصلہ جات تمام اِسلامی قلمرو میں جاری و ساری ہوتے رہے یہاں تک کہ سامراجی اسلامی ممالک میں داخل ہوئے اور انہوں نے ایک محدود دائرہ حیات یعنی احوالِ شخصیہ (پرسنل لاز) کے علاوہ ہر معاملے کو شریعت کی رہنمائی سے علیحدہ کردیا۔

یہ بات صحیح نہیں ہے کہ شریعت خلفاءِ راشدین کے بعد کلیۃً معطل ہوگئی تھی بلکہ واقعہ یہ ہے کہ بارہ صدیوں تک مسلمانوں کے لئے سوائے شریعتِ اسلامیہ کے کوئی دستور یا قانون ہی نہیں تھا کہ مسلمان اسے اپنانے کی جراءت کرتے اور اس کے مطابق اپنے مسائل حل کرتے۔ شریعت کے اَحکام کو سمجھنے میں غلطی کرنے اور ان کے نفاذ میں کمزوریاں دکھانے کے باوجود مسلمانوں نے اسلامی فقہ کو ہی دستور العمل بنایا۔

اِجتہاد کے دروازے کی بندش

اس بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ پہلی دفعہ سلطنتِ عثمانیہ ہی ایسی لاپرواہ ثابت ہوئی کہ مختلف حالات میں اس کی لغزشوں اور غلطیوں کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ تقلید کا تسلط، مذہبی تعصب اور اجتہادِ مطلق کے شجر کا مرجھا جانا ایسی وجوہات ہیں جو دولتِ عثمانیہ کے زوال کا باعث بنیں اور یہی جراثیم دوسری اسلامی حکومتوں میں وقتاً فوقتاً پھیلتے رہے۔ اس کے باوجود کوئی بھی زمانہ مجددینِ ملت اور مجتہدینِ اُمت سے خالی نہیں رہا یہاں تک کہ ہم امام سیوطیؒ کو دیکھتے ہیں جنہوں نے اپنے متعلق دعویٰ کیا کہ وہ مرتبہ اجتہاد کو پہنچ گئے ہیں اور انہیں بجا طور پر خوش فہمی تھی کہ وہ نویں صدی کے مجدد ہیں اور انہوں نے اس بارے میں ایک کتاب بھی لکھی ہے: "الرد علی من أخلد إلی الأرض وجهل أن الاجتهاد في كل عصر فرض" (اس شخص کا ردّ جو ہر دور میں فرضیت اجتہاد سے ناواقفیت کی بنا پر پستی میں جا گرا) اور بارہویں صدی میں ہم مجددِ کبیر امام احمد بن عبدالرحیم المعروف شاہ ولی اللہ دہلوی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مصنف حجۃ اللہ البالغہ) کو پاتے ہیں، تیرہویں صدی میں مجتہدِ مطلق امام محمد بن علی شوکانی ظاہر ہوتے ہیں جن کا اجتہادی مرتبہ ان کی کتابوں مثلاً نیل الأوطار، السیل الجرّار، الدّرر البھیة اور اس کی شرح الدّراري المضیئة، إرشاد الفحول وغیرہ اُصول وفروع کی کتابوں سے آشکارا ہے بلکہ تاریخ اور واقعات کی روشنی میں یہ بات کہنا عدل وانصاف پر مبنی ہے کہ عثمانی حکومت نے اجتہاد کے مقابلہ میں جہاد کا زیادہ اہتمام کیا تھا۔ حالانکہ حکومتِ اسلامیہ اجتہاد اور جہاد دونوں کی برابر محتاج ہے یعنی ہدایتِ الٰہی اور معرفتِ دین کے لئے اجتہاد کی جبکہ دین کے حفاظت وحمایت کے لئے جہاد کی!

اسی لئے تو امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے کہ: لا بد للدین من کتاب ھاد وحدید ناصر کہ دین کی معرفت کے لئے 'کتاب' اور اس کی حفاظت وحمایت کے لئے 'ہتھیار' ضروری ہے۔ ان کا اشارہ اس آیت کی طرف ہے ﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ﴾ (الحدید:۲۵)

”ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ مبعوث کیا اور انکے ساتھ کتاب ومیزان کو نازل کیا تاکہ لوگ انصاف قائم کریں اور ہم نے لوہا نازل کیا جس میں سختی ہے اور لوگوں کیلئے منافع ہیں“

عثمانی سلطنت کا رُجحان اجتہادی فکر کی بجائے جہاد کی طرف زیادہ تھا، جس کا نتیجہ جدید یورپ سے اس کی شکست کی صورت میں نکلا۔

تحریکِ اجتہاد کی نشاۃِ ثانیہ کس نے کی؟

☆ **سوال ۴:** بعض لوگ کہتے ہیں کہ موجودہ دور میں تحریکِ اجتہاد کی ابتدا سید جمال الدین افغانی نے کی تھی لیکن ان کی وفات کے بعد ان کے تلامذہ خصوصاً علامہ رشید رضا مصری ان کی فکر پر ہی انحصار کرتے کرتے خود بھی اسی تقلیدی رجحان کا شکار ہوگئے۔ کیا اب بھی تحریکِ اجتہاد کا موزوں حالات میں اِحیاء کرنا ممکن ہے؟

جواب: معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات کہنے والا اجتہاد کے اُصول ومبادیات سے نابلد ہے۔ اگر اسے تحریکِ اجتہاد کے عروج وزوال اور اس کے اُصول وضوابط کا علم ہوتا تو جان لیتا کہ اجتہادی فکر پہلے کی بہ نسبت زیادہ پروان چڑھی ہے نہ کہ تنزل پذیر ہوئی ہے۔ اور یہ اجتہادی فکر عام مسائل اور اجمالی نصوص سے شروع ہوئی، اس کے بعد اس کا دائرہ بڑے بڑے مسائل تک وسیع ہوتا گیا۔ ہماری مراد یہ ہے کہ شیخ محمد عبدہٗ، ازہری ثقافت کے باعث اپنے شیخ سید جمال الدین افغانی سے محکماتِ شریعت کو زیادہ مضبوطی سے تھامنے والے تھے اور ان کے شاگرد علامہ رشید رضا مصری اپنے استاد محمد عبدہ سے بھی زیادہ محکمات و مسلماتِ شریعت کو اپنانے والے تھے کیونکہ انہیں امام ابن تیمیہؒ اور ابن قیم کے مدرسۂ سلفیہ کی فکر اور سنن و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آثار کے متعلق بہت زیادہ واقفیت تھی۔ اور علامہ رشید رضا مصری ہی تو وہ عظیم مفکر ہیں جنہوں نے اپنے مجلّہ المنار میں تقلید پر ضربِ کاری لگائی اور اِصلاحی مقالات اور جدید فتاویٰ لکھے اوران کے اجتہادات اور جدید فتاویٰ ثلث صدی تک پورے عالم اسلام میں پھیلتے رہے اور انہیں اپنے شیخ محمد عبدہٗ کے اجتہادات کے مقابلے میں زیادہ پذیرائی حاصل ہوئی مگر ہمیں سید جمال الدین افغانی کے مخصوص طریق اِجتہاد کا علم نہیں ہوسکا کیونکہ ان کی نمایاں حیثیت قوم کو خوابِ غفلت سے جگانے، عزم و ہمت بندھانے اور ضمیر کو بیدار کرنے والے عظیم قومی لیڈر کی تھی نہ کہ ایک فقیہ کی جو مروّجہ فقہی رجحانات کی اصلاح کرے، ہر شخص کسی ایک حیثیت سے ہی نمایاں ہوتا ہے۔

اگرچہ شیخ محمد عبدہٗ کی بعض آراو خیالات مثلاً قصہٴ آدم اور ابابیل وغیرہ پر اعتراضات ومؤاخذات بھی کیے گئے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ شیخ عبدہٗ کے وقت مغربی فکر عروج پہ تھا اور پوری شدت سے ترقی کررہا تھا، اس لئے ان پر یک گونہ قرآن وسنت کو فکرِ جدید کے ساتھ موافق کرنے کا عقلی انداز غالب آگیا تھا۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ کوئی شخص کسی مفکر کی قوتِ فکر وعمل کو پرکھنا چاہے تو اسے اس کے تاریخی ماحول میں رکھے (کہ اس وقت گردوپیش کے حالات کیا تھے، جب اس نے یہ رائے پیش کی تھی) کیونکہ بعض مسائل اور آراء جو اس وقت ہمارے ہاں مسلم ہیں، اس وقت مسلمہ نہ تھیں اور اللہ، اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرنے والے شخص پر رحم فرمائے جس نے ہر حقدار کو اس کا حق ادا کیا اور خوف خدا کرتے ہوئے سچی شہادت پر قائم رہا۔

اجتہاد کی دو صورتیں

☆**سوال ۳:** شرعی اجتہاد کسی دور میں فرضِ کفایہ اور کسی وقت میں فرضِ عین بن جاتا ہے۔ اس کی شروط وحدود کیا ہیں۔ کیا اجتہادی منہاج کی اس طور پر حد بندی کی جاسکتی ہے کہ اجتہادی مسائل غیر اجتہادی مسائل سے خلط ملط نہ ہوں۔ مجتہد کی کونسی ایسی معیاری اہلیت ہے کہ نااہل انسان، اجتہاد کے دروازے میں داخل نہ ہوسکے؟

جواب: اجتہاد، جدوجہد کرنے اور شرعی اَحکام کو دلائل اور فکر ونظر کے ساتھ مستنبط کرنے میں طاقت وذہانت استعمال کرنے کا نام ہے اور یہ مجموعی طور پر اُمت پر فرضِ کفایہ ہے اگر اُمت میں مجتہدین کی ایک معقول تعداد نہ ہو جو اُمت کی ضرورت کو پورا کرے تو اُمت گنہگار ہوگی اور اجتہاد اس شخص پر تو فرضِ عین ہے جو اپنے آپ کو اس کا اہل سمجھتا ہو اور خصوصاً جبکہ مسلمانوں میں دوسرا آدمی اسی مقصد کے لئے موجود بھی نہ ہو۔

اجتہاد دو صورتوں میں کیا جاتا ہے: اجتہاد کی ایک صورت وہ ہے جس کے بارے میں کوئی نص

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وارد نہیں ہوئی اور اس باب کو شارع علیہ السلام نے جانتے بوجھتے ، اُمت پر رحم کرتے ہوئے کھلا چھوڑا ہے تاکہ اُمت کے مجتہدین اس خلا کو مسلکِ اجتہاد و قیاس، مصالح مرسلہ، استحسان اور استصحابِ حال وغیرہ مصادر شریعت سے پر کریں۔ یہاں یہ بات خاص طور پر ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ بعض مسائل ایسے ہیں جن کے متعلق بکثرت نصوص وارد ہوئی ہیں جیسے نماز اور خاندانی معاملات۔ اس لئے کہ یہ مسائل جگہ یا وقت بدلنے کے ساتھ نہیں بدلتے اور ان کے متعلق ایک ضابطہ مقرر کرنے کی ضرورت تھی تاکہ حتیٰ الوسع اِختلاف واقع نہ ہو اور ان کے علاوہ دوسرے مسائل سے متعلق نصوص بہت کم وارد ہوئی ہیں اور اگر وارد ہوئی ہیں تو مجمل ہیں تاکہ ذاتی طور پر لوگوں کو بنیادی اُصول کی روشنی میں اجتہاد کرنے کی آزادی دی جائے اور وہ معاشرے کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اَحوالِ زمانہ کے مطابق اُصول وضوابط کی روشنی میں اِجتہاد کریں۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ وہ مطلق نصوص کو مقید کردیں یا ان کا مطلب اُلٹ کردیں جیسا کہ شورائی شعبوں اور حکومتی ضوابط کو بناتے یا ان میں ترمیم کرتے ہوئے اکثر اس کا دھیان نہیں رہتا۔

دوسری صورت ظنی نصوص کی ہے خواہ وہ نصوص بعض احادیثِ مبارکہ کی طرح ظنیُ الثبوت ہوں یا بعض قرآنی نصوصِ مبارکہ کی طرح ظنیُ الدلالت ہوں۔ محض نص کا وجود ہی مانع اجتہاد نہیں ہوگا جیسا کہ بعض علماء کا خیال ہے بلکہ نصوص کے دس حصوں میں نو حصے یا ان میں سے اکثر حصے قابل اجتہاد اور متعدد آراء کے حامل ہوں تو ان میں اِجتہاد کی گنجائش ہوگی۔ یہاں تک کہ بذاتِ خود قرآن پاک بھی استنباط کے متعدد احتمالات کا متحمل ہے۔ مثلاً سورۂ مائدہ ہی کو لیجئے، اس میں آیتِ طہارت اور اس سے استنباط شدہ اَحکام کے متعلق اَقوال کو پڑھیے، آپ کو میرے قول کی سچائی نظر آئے گی۔

ان دوصورتوں کے درمیان، ایک تیسری صورت بھی ہے جس میں اِجتہاد کی گنجائش نہیں اور اس میں داخل ہونے کی ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ یہ شریعت کے متعلق نصوصِ قطعیہ کا باب ہے مثلاً فرائض یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا وجوب اور یقینی محرمات مثلاً زنا، شراب نوشی، سود اور اس کے علاوہ بڑے بڑے مسائل مثلاً احادیثِ وراثت جن کے متعلق قرآن میں نصوص وارد ہیں اور اِس طرح قصاص وحدود کے اَحکامات اور مطلقات وفوت شدہ خاوندوں والی عورتوں کی عدت وغیرہ اور اسی طرح دوسرے اَحکام و مسائل جن کے بارے میں قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت نصوص آچکی ہیں، ان میں اِجتہاد نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہ صورتیں شریعت کی وہ قسم ہے جس میں اِجتہاد بالکل بند ہے کیونکہ یہ حصہ اُمت کے لئے متعین راہ اور وحدتِ فکر ہے اور اس میں کسی کو بھی بحث کرنے کی اجازت نہیں۔

☆ **سوال ۲**: کیا سیاحوں کے لئے شراب ...... زیادہ پیداوار کے لئے روزہ چھوڑنا ...... اور حج کو تکلیف دہ اُمور کے باعث چھوڑنا جائز ہے؟...... اِسی طرح کیا زکوٰۃ کو سرکاری ٹیکس کے باعث چھوڑنا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاسکتا ہے ...... یا مجرمین پر رحم کرتے ہوئے ہم حدود اور قصاص کو معطل کرسکتے ہیں؟ کیونکہ اللہ اپنے بندوں پر بڑا رحم کرنے والا ہے۔ ﴿قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ﴾

جواب: یہی وہ مقام ہے جہاں محتاط رہنے کی بڑی ضرورت ہے کہ ہم ایسے مسائل میں اجتہاد کریں جن میں اجتہاد جائز نہیں اور یہ کہ بابِ اجتہاد میں کوئی ایسا شخص داخل ہو جو اس کا اہل نہیں اور نہ ہی اس میں شروطِ اجتہاد موجود ہوں۔ یہی وہ اسباب ہیں جنہوں نے بعض قدیم علماء کو اجتہاد کے دروازے کو بند کرنے پر اُکسایا تھا تاکہ کم علم اور کج فہم لوگوں کے لئے یہ راستہ بند ہی رہے حالانکہ اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے بابِ اجتہاد کو کھولنے کے بعد کسی کو بند کرنے کا اختیار نہیں اور کسی فرد یا علماء کی جماعت کو مخصوص واقعہ کے پیش آنے پر یہ حق نہیں ہے کہ وہ کہے کہ ہمیں اس میں اجتہاد کا حق نہیں کیونکہ قدیم علماء نے اس بارے میں کچھ نہیں فرمایا جبکہ شریعت، مکلف مؤمنین کے تمام افعال کو اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہے اور ہر واقعہ کے پیش نظر ان کے لئے خاص حکم ہے اور یہ وہ رائے جس میں کوئی دو آدمی بھی مختلف نہیں۔

مجتہد کی شرائط

☆سوال ۵: وہ کون سی شروط ہیں جو شرعی اجتہاد کرنے والے کے لئے لازمی ہیں؟ کیا ہر مجتہد میں یہ شرائط لازمی ہیں یا اجتہادِ مطلق کرنے اور اجتہادِ جزئی کرنے والے کے درمیان فرق ہے؟

جواب: اسلام میں کوئی خاص طبقہ ایسا نہیں ہے جو اکیلا اجتہاد کا اہل رمجاز ہو یا وراثۃً اس کا مالک ہو کیونکہ اسلام میں کوئی گدی نشین نہیں بلکہ یہاں تو ایسے عالم کی ضرورت ہے جو اجتہاد کی استعداد رکھتا ہو اور اس میں اجتہاد کی پوری شرائط موجود ہوں۔ وہی پیش آمدہ واقعات میں اجتہاد کرے گا اور اس کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرے گا خواہ وہ رائے درست ہو یا غلط۔

مجتہد میں پائی جانے والی شرائط کتبِ فقہ میں معروف و مفصل موجود ہیں، ان میں علمی اور ثقافتی شروط بھی ہیں مثلاً عربی لغت، کتاب وسنت، اجتہاد کے ضروری مقامات اور اُصولِ فقہ و قیاس اور استنباط و مقاصدِ شریعت اور اس کے قواعد وکلیات کا علم رکھتا ہو۔ آخری شرط پر تو امام شاطبیؒ نے بڑا زور دیا ہے اور اسے اجتہاد کا سبب بتلایا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ضروری ہے کہ مجتہد کے پاس ملکہ اجتہاد بھی ہو اور یہ ملکہ فقہ کی مشق اور فقہاءِ کرام کے اختلافات اور ان کے خلاصہ کی معرفت سے نشوونما پاتا ہے اور اسی وجہ سے اَسلافِ کرامؒ نے کہا ہے کہ ''جو شخص فقہا کے اختلافات کو نہ جانے، وہ فقہ کی بو بھی نہیں پاسکتا''

ایک شرط اور بھی ہے جس کی طرف امام احمد بن حنبلؒ نے توجہ دلائی ہے اور اسے امام ابن قیم نے اِعلام الموقعین میں ذکر کیا ہے وہ ہے معاشرے کے حالات سے آگاہی اور یہ اہم شرط ہے۔ اس لئے کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہیں ایسا نہ ہو کہ جو مجتہد لوگوں کو فتویٰ دیتا ہے کسی محل، چرچ یا خانقاہ میں الگ تھلگ زندگی گزارتا ہو اور لوگوں کو واقعات سے بعید فتاویٰ دیتا ہو یا زمانۂ ماضی کے احکام دورِ جدید کے لوگوں پر منطبق کر رہا ہو اور محققین کے اس قاعدہ کلیہ سے غافل نہ ہو کہ فتویٰ زمان و مکان حالات اور عرف کے تغیر سے بدل جاتا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ مجتہد لوگوں کے طور طریقوں سے آگاہ ہو اور اپنے دور کی ثقافت کے عام اُصولوں کی شناسائی رکھتا ہو۔ ایسا نہ ہو کہ مجتہد ایک وادی میں اور لوگ دوسری وادی میں رہتے ہوں۔ اگر مجتہد سے ان مسائل کے متعلق سوال کیا جائے جن کی حقیقت، اَسباب اور نفسیاتی اور معاشرتی اور فلسفیانہ پس منظر سے وہ ناواقف ہو، تو مسئلہ کو جانچنے اور اس کے متعلق فتویٰ صادر کرنے میں غلطی سے وہ سلامت نہیں رہے گا۔ اس لئے کہ علماءِ منطق کا اصول یہ ہے کہ کسی چیز کے متعلق حکم لگانا اس کے تصور پر مبنی ہوتا ہے، جب تصور ہی غلط ہو تو فتویٰ غلط ہونے کے قوی امکانات ہیں۔

__مجتہد اصلی کا طریق کار:__ اصلی مجتہد وہ ہوتا ہے جو ایک آنکھ سے نصوص اور دوسری سے واقعات اور زمانے کے تغیر کو دیکھتا ہو تاکہ پیش آمدہ مسئلہ اور فیصلہ میں موافقت و موزونیت پیدا کرسکے اور ہر واقعہ کے متعلق زمان، مکان اور حالاتِ حاضرہ کے موافق فیصلہ صادر کرے۔

علامہ ابن قیم نے ذکر کیا ہے کہ ان کے استاد امام شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اپنے زمانے میں تاتاریوں کے لشکر کے قریب سے گزرے جو شراب کے نشے سے دُھت ہو رہے تھے تو آپ کے ساتھیوں نے انہیں اس فعل بد سے نہ روکنے پر آپؒ پر اعتراض کیا تو امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا: ''انہیں چھوڑو، اللہ نے شراب تو اس لئے حرام کی ہے کہ وہ نماز اور ذکر اللہ سے روکتی ہے لیکن ان کو شراب فساد فی الارض اور قتل و غارت سے روکتی ہے''۔ لہٰذا اگر یہ شراب کے نشے سے آزاد ہوگئے تو اس سے بڑے جرائم یعنی قتل و غارت اور عزت دری میں مصروف ہوجائیں گے۔ آپ کا یہ کہنا ایک متعین اُصول اور ضابطے کے عین مطابق ہے اور وہ یہ کہ کسی گناہ پر، اس سے بڑے گناہ کے خوف سے خاموش ہوجانا اور أھون الشرین وأخف الضررین کو اختیار کرنا یعنی دو مصیبتوں اور تکلیفوں میں نسبتاً آسان مصیبت کو اختیار کرنا۔

__ایک اور شرط:__ یہاں ایک اور شرط ہے وہ یہ کہ مجتہد عادل، نیک سیرت اور فیصلہ کرنے میں اللہ کا خوف رکھتا ہوں اور جانتا ہو کہ اس معاملہ میں وہ رسول اللہ ﷺ کی نیابت کر رہا ہے، نہ وہ خواہش کی پیروی کرتا ہو اور نہ ہی دین کو دنیا کے بدلے میں فروخت کرتا ہو اور جو آدمی اپنے دین کو اپنی ذاتی دنیا کے لئے فروخت نہیں کرے گا، وہ دوسرے کی دنیا کے بدلے دین فروخت کرنے کی جسارت بھی نہیں کرے گا۔ جب اللہ نے عوام الناس کے معاملے میں گواہ کے لئے عادل ہونے کو شرط قرار دیا ہے تو اس شخص کے متعلق کیا خیال ہے جو اللہ کے دین کے متعلق گواہی دے کہ اللہ نے فلاں چیز کو حلال اور فلاں کو حرام ٹھہرایا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور فلاں چیز کو واجب اور فلاں معاملہ میں رخصت دی ہے...... یہ علمی شرائط جو ہم نے بیان کی ہیں ان کا ہر مجتہد مطلق میں جو فقہ کے تمام مسائل واَبواب میں اِجتہاد کرتا ہو، پایا جانا ضروری ہے۔

جزئی مجتہد

لیکن جزئی مجتہد کو اپنے شعبے کی حد تک علم ہونا چاہئے اور اس کے پاس علمی سندات ہونی چاہئیں کیونکہ اکثر علماء کے نزدیک اجتہاد کے حصے بھی ہیں۔ چنانچہ اقتصادیات کے پروفیسر/عالم کو اجازت ہے کہ وہ اپنے شعبے تک اجتہاد کرے جبکہ وہ اس بارے میں وارد شدہ نصوص اور ان کے متعلق اجتہادات کا وسیع علم رکھتا ہو اور اس کے پاس اُصولِ استدلال و تعارض کے قواعد اور ترجیح کا علم بھی ہو۔

اجتہاد کے چند ضوابط

☆**سوال ۹:** پچھلے چند سالوں میں مسئلہ اِجتہاد کے متعلق چند ایسے تصورات رواج پا گئے ہیں جنہوں نے اِجتہاد کو اس کے اصل رخ سے ہٹا دیا ہے۔ اگر معاملہ اسی طرح جاری رہا تو لازماً اجتہادِ شرعی کے لئے ضوابط بنانے پڑیں گے جس سے مسلمانوں کو اصلی اجتہاد کا پہچاننا ممکن ہو؟

جواب: دورِ حاضر میں اجتہاد کے متعلق میں چند ضوابط بیان کرتا ہوں جن کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے

(۱) <u>قطعی احکامات میں اجتہاد سے بچنا:</u> کیونکہ اجتہاد کی گنجائش انہی اَحکام میں ہے جن کے دلائل ظنی ہیں اور یہ بات ہمیں زیب بھی نہیں دیتی کہ ہم احکامِ شریعت سے کھیلنے والوں کے ساتھ چلیں جن کا کام ہی یہی ہو کہ قطعی کو ظنی اور محکم کو متشابہ ثابت کریں کیونکہ اس صورت میں تو ہمارے لئے کوئی معیار ہی نہ رہے گا جس پر ہم اعتماد کریں۔

(۲) <u>ظنی کو قطعی بنانا:</u> جس طرح قطعی دلائل کو ظنی بنانا جائز نہیں، اس طرح ظنی دلائل کو قطعی بنانا بھی درست نہیں اور جن مسائل میں اِختلاف ہو چکا ہو، نہ ہی اسے اِجماع کہیں اور یہ بھی لائق نہیں کہ ہم ہر مجتہد کے سر پر اِجماع کی تلوار لٹکائیں جس طرح امام ابن تیمیہؒ کے معاصرین نے ان کے اجتہادات و اختیارات کے متعلق ایسا ہی رویہ اختیار کیا تھا حالانکہ امام احمدؒ فرما گئے ہیں

"من ادّعى الاجماع فقد كذب مايدريه لعلّ الناس اختلفوا وهو لا يدري"

"جس نے اجماع کا دعویٰ کیا، اس نے جھوٹ کہا۔ اسے کیا علم شائد کسی عالم نے اختلاف کیا ہو جسے یہ جانتا نہ ہو"

مجھے جدید تمدن کے مقابلے میں مسلمانوں کی نفسیاتی شکست اور موجودہ معاشروں کے اپنائے ہوئے قوانین کے سامنے جھکنے کا بہت خطرہ ہے کیونکہ یہ قوانین نہ مسلمانوں نے بنائے اور نہ اسلام نے ان کی اجازت دی بلکہ یہ قوانین سامراجیوں نے ہم پر مسلمانوں کی غفلت اور اپنی قوت وفریب سے مسلط

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیے ہیں اور اہل حق کی غفلت کے باعث یہ باطل قوانین آج بھی مسلمانوں کے ہاں جاری وساری ہیں۔ اس لئے وہ اجتہادات جو حکمرانوں کی خوشامد کے لئے کیے گئے ہیں، انہیں مسترد کر دینا چاہئے اور ان اجتہادات میں وہ اجتہاد بھی شامل ہے جو کفار سے متاثر ہو کر کیا گیا ہو، مثلاً طلاق کو منع قرار دینا، تعددِ ازواج اور انفرادی ملکیت کا اِمتناع اور سودی کاروبار کا جواز وغیرہ۔

(۳) مجتہد کی آزادی: مجتہد کو ہر قسم کے خوف سے آزاد ہونا چاہئے خواہ یہ اُن حکام کا خوف ہو جو حکومت پر قابض ہیں اور چاہتے ہیں کہ شریعت ہمارے لئے موم کی ناک بنے اور فتویٰ ہماری خواہش کے مطابق تیار ہو، یا ان جامد مقلدین علماء کا خوف، جو ہر نئے اجتہاد کا سرے سے ہی انکار کر دیتے ہیں اور امام ابن تیمیہؒ کو جیل پہنچانے میں ایسے ہی لوگوں کی کارستانیاں کارفرما تھیں۔ امام ابن تیمیہ کو بادشاہوں سے نہیں بلکہ اسی قماش کے لوگوں سے تکلیفیں اُٹھانا پڑیں۔ مجتہد کو علماءِ جمہور اور مقلدین کی جانب سے پھیلائے ہوئے عوامی دباؤ سے بھی آزاد ہونا چاہئے، کیونکہ وہ اپنے مخالف کو عوام میں بدنام کرتے ہیں اور لوگوں کو اس کے خلاف اُکساتے ہیں۔

(۴) وسیع ظرفی: من جملہ دیگر واجبات کے ایک اور بات بھی ہم پر واجب ہے کہ ہم اجتہاد کے لئے تنگ ظرفی کے بجائے وسیع ظرف ہوں گو وہ ہماری رائے کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ مجتہد سے خطا کا اِمکان بھی ضروری ہے کیونکہ وہ بھی ہماری طرح ایک بشر ہے، معصوم ہرگز نہیں اور بسا اوقات وہ موقف جسے ہم غلط تصور کرتے ہیں، وہ درست ہوتا ہے اور بعض دفعہ وہ رائے جیسے لوگوں کی اکثریت مسترد کر دیتی ہے وہ رائے آئندہ زمانہ میں معقول و پسندیدہ بن جاتی ہے۔ اور اسلام میں اللہ و رسول ﷺ کے علاوہ اور کوئی اتھارٹی نہیں ہے جو یہ فرمان جاری کرے کہ فلاں رائے درست ہے تو وہ بعینہٖ درست بن جائے اور وہ بقائے دوام کی مستحق ہو اور فلاں موقف غلط ہے، اسے صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا جائے۔

موجودہ دور میں اجتہاد کی نئی قسمیں

☆**سوال ۷**: عصر حاضر میں ایسے مسائل پیدا ہو رہے ہیں جن کی وجہ سے مسلمان جدید فقہ کے محتاج ہو گئے ہیں۔ ان مسائل کی اہمیت کیا ہے؟ اور اجتہادی عمل کے تحت آپ کی ان میں رائے کیا ہے؟

جواب: ہم گذشتہ زمانوں پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں زمانۂ ماضی کے شعبہ ہائے زندگی میں تغیر اور دورِ جدید کے اَفکار، رفتار اور نت نئی ایجادات کی حیرت انگیز ترقی اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ ہمارا دور پہلے دور کی بنسبت اجتہاد کا زیادہ محتاج ہے۔ کیونکہ جدید ٹیکنالوجی کے انقلاب نے دنیا میں عجیب وغریب مسائل پیدا کر دیے ہیں جس کا مشاہدہ شب و روز ہو رہا ہے مثلاً جڑواں بچے، ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعے انتقالِ جنین، انشورنس، جنین کی جنس کے متعلق قیاس آرائی، اَعضا کی پیوندکاری، انتقالِ خون اور حکومتوں کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپس میں مالی واقتصادی طریق کار جس کو متقدمین جانتے بھی نہ تھے، اگر کچھ علم تھا تو وہ صرف سطحی سا علم تھا۔ اس نوعیت کے جدید مسائل، اجتہاد کا تقاضا کرتے ہیں اور ان چیزوں پر اجتہاد کا نام اجتہاد اِنشائی ہوگا یعنی وہ واقعہ جس میں مجتہدین جدید حکم لگائیں، اگرچہ ہمارے قدیم فقہاء نے اس بارے میں کوئی رائے نہ دی ہو اور نہ ہی اس بارے میں کوئی حتمی بات فرمائی ہو۔ مثلاً کوٹھیوں، پلاٹوں، کارخانوں، ڈگریوں اور گریڈوں پر زکوٰۃ، سونے کو کرنسی کی بنیاد قرار دینا، ٹھیکے والی زمین میں مالک اور مزارع دونوں پر زکوٰۃ واجب ٹھہرانا جبکہ نصاب پایا جائے مثلاً مالک زمین کی پیداوار کی قیمت اور اُجرت کی زکوٰۃ دے اور مستاجر ٹھیکے کی رقم وضع کر کے کھیت یا پھلوں کی زکوٰۃ ادا کرے۔

اجتہاد انتقائی: یہاں اجتہاد کی ایک قسم اور بھی ہے اور اس کا نام اجتہاد انتقائی ہوگا یعنی ہمارے فقہی سرمایہ سے ایسے راجح قول کو اختیار کرنا جو مقاصدِ شریعت اور لوگوں کی ضروریات اور زمانۂ حاضر کے بہت قریب ہو۔ بعض دفعہ انتقاء، مذاہبِ اربعہ میں بھی داخل ہوتا ہے۔ جیسے زمین کی ہر پیداوار پر زکوٰۃ کے مسئلہ پر امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی ترجیح اور محتاج کو مدت العمر روزینہ دینے کے بارے میں امام شافعیؒ کے مذہب کی ترجیح۔ اور بعض دفعہ ترجیح کا معاملہ مذاہبِ اربعہ میں بھی پیش آتا ہے کیونکہ فقہاءِ اربعہ اپنی جلالتِ علمی کے باوجود اکیلے ہی فقیہ نہیں تھے بلکہ وہاں ان کے ہم پلہ معاصرین بھی تھے جن کی اُن پر بعض امور میں برتری بھی ممکن ہے۔ اسی طرح اس زمانے میں فقہاءِ کرام کے اساتذہ بھی تھے جن میں صحابہ و تابعین بھی شامل ہیں اور وہ یقیناً ان فقہاء سے افضل تھے۔ شرعی اعتبارات کے مطابق اگر کسی ایک فقیہ کا راجح مذہب اختیار کرلیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔ مثلاً حضرت عمر فاروقؓ نے کتابیہ عورت سے شادی کرنے پر پابندی عائد کردی تھی کہ اس میں مسلمان عورتوں اور بچوں کے حقوق ضائع ہونے کا خطرہ ہے اور ان عورتوں کے مُحصَن ہونے کی شرط نہ پائے جانے کا خطرہ تھا۔ حالانکہ قرآن میں ان کتابیہ عورتوں سے شادی کی اجازت ہے بشرطیکہ وہ پاک دامن ہوں ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ﴾ (المائدہ:۵) یا مطلقہ عورت کے متعہ (نان ونفقہ) کو واجب ٹھہرانے میں امام عطا کا قول اختیار کرنا یا طلاق ثلاثہ بیک لفظ یا بیک مجلس کو بعض اَسلاف مثلاً امام ابن تیمیہؒ وابن قیم جوزیؒ کے مذہب کے مطابق ایک شمار کرنا یا شدید غصہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق کے عدمِ وقوع میں بعض اَسلاف کا مذہب اختیار کرنا کہ "لا طلاق ولا عتاق في إغلاق" وارد ہے یا طلاقِ بدعی کے عدمِ وقوع کو لینا یعنی وہ طلاق جو حالت حیض میں دی جائے وہ کالعدم قرار دی جائے اور اس طرح اس طلاق کا معاملہ جو محض کسی بات یا کام سے روکنے یا کسی کام کے کرنے کی وجہ سے واقع ہو، اس طلاق کو قسم کا مقام دے کر کفارہ ادا کرنا اور اس طرح بعض سلف کے مطابق قریبی رشتہ داروں میں سے جو وارث نہ ہوں، ان کے متعلق وصیت کو واجب ٹھہرانا۔ اسی قول کو بنیاد بنا کر حکومتِ مصر نے ایک قانون الوصیۃ الواجبۃ بنایا ہے کہ جب پوتے کا والد وارث ہونے سے پہلے وفات پاجائے تو پوتے کو دادا کی وراثت سے اتنا حصہ دیا جائے گا جتنا کہ اس کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والد کے حیات ہونے کی صورت میں اسے مل سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ شرط یہ ہے کہ یہ حصہ ثلث (کل مال کے تیسرے حصے) سے زائد نہ ہو۔ ان ترجیحات میں سے ایک وہ ترجیح ہے جسے دوحہ، قطر کی شرعی عدالت کے چیف جسٹس علامہ عبداللہ بن زید آل محمود نے عطاء اور طاء وس جیسے تابعین کی پیروی میں اختیار کیا ہے، وہ یہ کہ حج کے دوران زوال سے پہلے بھی جمرات کو کنکریاں مارنا جائز ہے تاکہ اس طرح لوگوں پر آسانی ہو اور ان خوفناک تکالیف سے نجات ملے جو حجاج کرام کی بھیڑ کی وجہ سے پیش آتی ہیں اور لوگ قدموں تلے آکر ہلاک بھی ہو جاتے ہیں۔

اجتہاد جماعی: ایک اور اجتہاد جس کے ہم آج کل بہت محتاج ہیں وہ ہے اجتہاد جماعی۔ جو کہ ایک عالمی فقہی کمیٹی کی صورت میں قائم ہو اور وہ مجلس بحث و تمحیص کے بعد کامل آزادی اور دلیری سے، حکومتوں اور عوامی دباؤ سے بے پرواہ ہو کر اپنے فیصلہ جات صادر کرے۔ اس کے باوجود میں تاکید سے عرض کرتا ہوں کہ شخصی (انفرادی) اجتہاد کے بغیر بھی چارہ نہیں جو کہ جماعی اجتہاد کے راستے کو بہترین مقالات اور عمدہ خیالات سے روشن کرتا ہے۔

اجتہاد کے حوالے سے موجودہ رجحانات

☆ **سوال ۱۱**: اسلام کے داعیوں پر الزام لگایا گیا ہے کہ وہ جمود، تشدد کے حامی اور ہر جدید خیال کے دشمن ہیں۔ کیا یہ بات واقعہ کے مطابق ہے یا اس کے در پردہ کوئی دوسرا مقصد پوشیدہ ہے اور کیا ہم پر واجب نہیں کہ ہم مسئلہ تجدید کے صحیح موقف سے اسلام کے داعیوں کو آگاہ کریں؟

جواب: تجدید کے مسئلہ پر لوگوں کی تین قسمیں ہیں:

(۱) تجدید کے دشمن: ان حضرات کی کوشش یہ ہے کہ ہر قدیم مسئلہ کو اسی قدامت پر ہی برقرار رکھا جائے، اس بنیاد پر کہ پہلے لوگوں نے بعد والوں کے لئے کچھ نہیں چھوڑا۔ ان کی بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں: ہم اپنے بزرگوں سے علمی میدان میں آگے نہیں بڑھ سکتے۔ یہ حضرات اسی جمود کی بنا پر جدید مسائل کے حل کے بالمقابل سینہ تان کر کھڑے ہو جاتے ہیں خواہ اس مسئلہ کا تعلق علم سے ہو، یا فکر سے، آداب سے ہو یا معاشرتی زندگی سے۔ جب ہر شعبہ میں ہی ان کا یہی حال ہے تو دین کے معاملے میں آپ ان کی اس روش پر چنداں تعجب نہ کریں۔ وہ تو فقط لفظ تجدید کو ہوائی خیال کرتے ہیں۔ دین و شریعت کے بارے میں درج ذیل دو جماعتوں کو میں خوب پرکھ چکا ہوں کہ اسلام میں جمود کے سلسلے میں دونوں کا نقطہ نظر ایک ہی ہے اور میں اس کے متعلق مجلہ الأمة کے شماروں میں پندرھویں صدی کی نسبت سے اظہار خیال کر چکا ہوں:

ا۔ گروہ مقلدین: ان دونوں جماعتوں میں ایک تو متعصب مقلدین کا فرقہ ہے جو ہر نئی چیز کا

 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنکار کرتے ہیں اور کسی جماعت یا فرد کے لئے اجتہاد کے حق کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔

۲۔گروہِ ظاہری: دوسرے گروہ کا نام ظاہری ہے۔اس نام سے میری مراد وہ حرفیّین ہیں جو ظاہری نصوص پر جمود اختیار کرتے ہیں اور مقاصد پر گہری نظر نہیں ڈالتے اور نہ ہی کلیات کی روشنی میں جزئیات کو پہچانتے ہیں اور یہ بات چنداں تعجب خیز نہیں کہ وہ شریعت کے فروعی مسائل میں جنگ و جدال برپا کرتے ہیں ...... تاہم یہ دونوں گروہ اسلام کے لئے مخلص ہیں لیکن ان کا اِخلاص اس ماں جیسا ہے جو اپنے لختِ جگر کو ہوا اور دھوپ کے خوف سے کمرے میں بند کردے، جس سے بچے کی موت واقع ہوجائے۔

(۲) تجدید کے دلدادہ: ان کے مقابلے میں دوسرا گروہ غالی متجددین کا ہے۔ یہ گروہ ہر قدیم چیز کو مٹانے کا ارادہ رکھتا ہے، اگرچہ وہ معاشرے میں بنیادی حیثیت کی حامل ہو اور اس کا وجود خیر وبرکت کا باعث اور اسلامی معاشرے کی بقا کا راز ہو۔ان کا ارادہ قریب قریب یہ ہے کہ لغت سے لفظ ماضی کو اُڑا دیں اور علم تاریخ کو ختم کردیں۔

ان کی تجدید بعینہٖ مغربیت ہے اور یورپ کی ہر قدیم چیز ان کے لئے نئی ہے۔ یہ لوگ ہر وقت یورپ کی میٹھی یا کڑوی چیز، اچھائی یا برائی کے حصول کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں۔ جب رافعی کا سامنا ان لوگوں سے ہوا تو انہوں نے طنز کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ دین وشریعت تو کجا شمس وقمر، ہوا، مٹی کو بھی جدید بنانا چاہتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے بھی ان کا ردّ کرتے ہوئے فرمایا کہ کعبہ کو یورپی پتھروں سے جدید نہیں بنایا جاسکتا اور امیر الشعراء احمد شوقی نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا:

ولو استطاعوا فی المجامع أنکروا
مَنْ مَّات مِن آبائهم أو عَمرا
مِنْ کُلّ سَاعٍ فِیْ القدیم وهدمه
وإذ تقدّم للبناية قصّرا

''کہ اگر انہیں کچھ شرم وحیا مانع نہ ہوتا تو کھلی مجلسوں میں اپنے اسلاف وآباؤاجداد کا بھی انکار کردیتے جب وہ جدید محل بنانا چاہتے ہیں تو پرانے کو گرانے کے درپے ہوجاتے ہیں''

ان دونوں گروہوں کے متعلق امیر شکیب ارسلان نے شکوہ کرتے ہوئے فرمایا کہ دین جامدین اور جاحدین میں کھو گیا ہے...... پہلا گروہ جمود سے لوگوں کو متنفر اور دوسرا گروہ جحود (انکار) سے لوگوں کو گمراہ کررہا ہے۔

(۳) اعتدال پسند گروہ: ان دو قسموں کے درمیان ایک تیسرا گروہ ہے جو درمیانی راہ اختیار کرتا ہے جو قدامت پسندوں کے جُمود اور جدت پسندوں کے جُحود کو ترک کیے ہوئے ہے۔ یہ گروہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت کا متلاشی ہے، جہاں کہیں بھی انہیں وہ مل جائے وہیں سے حاصل کر لیتا ہے۔ یہ لوگ اسلام کی چھتری میں جدت کو بھی قبول کرتے ہیں اور قبول کرنے کی دعوت بھی دیتے ہیں اور جائز و ناجائز کے حصول میں فرق کرتے ہیں اور اچھائی اور برائی میں تمیز کرتے ہیں۔ یہ طبقہ یا گروہ ملتِ اسلامیہ کی محتاجی کے پیش نظر مادّی اور فنی علوم کے حصول کی حتیٰ الوسع دعوت دیتا ہے اور محض خریدار بننے اور خود ناواقف رہنے کی بجائے جدید ٹیکنالوجی کے ماہر اور موجد بننے کو شرط قرار دیتا ہے۔ ان حقیقی داعیانِ اسلام کا موقف قدیم نافع اور جدید اچھی چیزوں کو جمع کرنا، اقوامِ عالم کے مسائل کو سلجھانا ہے۔ مسائل پر ثابت قدمی دکھانا، وسائل میں شدت کا اہتمام کرنا، اُصولوں پر سختی سے عمل پیرا ہونا اور فروعات میں نرمی برتنا ان کا شعار ہے۔

اجتہاد اور تجدید کا باہمی ربط

☆**سوال ۹:** اجتہاد اور تجدید میں ایک طرح کا دوہرا ربط ہے۔ جب اسلام قرآنی اَحکام اور تفہیم سنت کے معاملہ میں اجتہاد کو تسلیم کرتا ہے تو کیا اس طرح تجدید کو بھی قبول کرتا ہے؟ یا یہ تجدید نظامِ حیات، عقائد و تفہیم اَحکام جیسے مسائل کو احسن طریق سے سلجھانے والے مذہب کے منافی ہے؟ یا کیا ہر دونوں کے کام کرنے کے راستے اَلگ اَلگ ہیں؟

جواب: تجدیدِ دین کے مسئلہ پر بعض صحافیوں کے سوال پر ایک فاضل صاحبِ علم کے جواب نے مجھے حیرت میں ڈال دیا کہ دین ثابت ُالاصل ہے، اس میں تجدید و اِرتقا کی گنجائش نہیں ہے۔ میرے خیال میں اس انکار کا سبب یہ ہے کہ مبادا لوگ لفظ تجدید کو مطلقاً دین میں کمی وزیادتی سمجھیں گے۔ تو انہوں نے مناسب سمجھا کہ مطلق تجدید کو ہی بند کیا جائے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حدیث رسولؐ نے اس مسئلہ میں دو ٹوک فیصلہ فرمادیا ہے: "إن الله يبعث لهذه الأمة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها أمر دينها"

"اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی میں ایک ایسے آدمی کو بھیجے گا جو اس کے لئے دین کی تجدید کرے گا"

رسولِ اکرم ﷺ کے اس فرمان اور حکم کے بعد کسی اُمتی کا قول یا حکم معتبر نہیں۔ دراصل بعض مخلص علماء صحیح اور ثابت الاصل مسائل کا لوگوں کے برے استعمال کی وجہ سے سرے سے ہی انکار کردیتے ہیں اور غلطی کا علاج غلطی سے کرتے ہیں۔ اس معاملہ میں سیدھا راستہ یہ ہے کہ ثابت الاصل کو ثابت رہنے دیا جائے اور صحیح تفسیر کے ساتھ باطل تاویلات اور مغالطوں کا ردّ کیا جائے۔

تجدیدِ دین تو نص سے ثابت ہے لیکن یہ بعینہٖ اجتہاد نہیں بلکہ اجتہاد تو تجدید کی ایک شاخ ہے اور

 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجدید کے رنگوں میں سے ایک رنگ ہے۔ اجتہادِ فکری، علمی پہلو کی تجدید ہے اور تجدیدِ فکری، روحانی اور عملی شعبوں پر مشتمل ہے اور جن شعبوں کو اسلام اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے، وہ ہیں: علم، ایمان اور عمل۔

امتِ محمدیہ اس وقت ایمان وفضائل اور اپنے اصلی وشخصی فضائل کی تازگی کے لئے کسی مجدد کی شدید محتاج ہے جو آج کل کے دور میں صحابہ کی طرح مسلم معاشرے کی نشاۃِ ثانیہ وترقی کے لئے خدمات سرانجام دے۔ اور اس اجتہاد کو چند مخلص وحق پرست لوگوں مثلاً جناب سعید نورسیؒ، امام حسن البناؒ اور سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے شروع کر رکھا تھا۔ ان میں سے بعض لوگ اپنی زندگی پوری کر گئے ہیں اور بعض منتظر ہیں۔ اب بعد میں آنے والوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس مشن کو مکمل کریں اور اس کی خامیوں و نقائص کی تصحیح کریں تاکہ اللہ اپنے اس نور کو مکمل کردے۔

☆**سوال ۱۰:** تجدیدِ دین کے مسئلہ میں آمدہ حدیثِ مبارکہ **"إن الله يبعث لهٰذه الأمة على رأس كل مائة سنة من يجدّد لها أمر دينها"** بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس حدیث میں لفظ مَنْ سے آپ کیا مراد لیتے ہیں؟ کیا مسلمانوں کی نگرانی وراہنمائی کا عمل صدی کے وسط یا آخر میں ایک جماعت کے ماتحت ہوگا یا فرد کے زیر سایہ ہوگا؟ ...... اسلامی شعور کے تحت اس حدیث کا مفہوم، معاشرے کی اِصلاح کے لئے ہر شخص کو جماعتی نظم ونسق میں شامل رہ کر تجدیدِ دین کے لئے اُبھارتا ہے؟

جواب: یہ حدیث جسے ابوداود نے سنن، حاکم نے مستدرک، بیہقی نے معرفۃ السنن والآثار اور طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا ہے، اس نے اُمت کو امید کی کرن بہم پہنچائی ہے اور یاس و نااُمیدی کو دور کرتی ہے اور اس امر کی روح پیدا کرتی ہے کہ اللہ اس امت کو عرصۂ دراز تک چبایا جانے والا لقمہ نہیں بنائے گا۔ اور نہ ہی گلا گھوٹنے کے لئے بے حرارت دھوئیں کے سپرد کرے گا اور نہ اِس اُمت کو اِختلاف کے ہاتھوں میں ایسے چھوڑے گا کہ وہ اِسے ختم کردے بلکہ اللہ ایسے شخص کو ضرور پیدا کرے گا جو صدی کے اخیر یا وسط میں اُمت کو تفریق سے تنظیم، موت سے زندگی اور غفلت سے بیداری میں لائے گا ...... یہ ہیں تجدید کے بعض معانی!!

چنانچہ وہ مصلح اُمت کو دین سے تروتازگی عطا کرے گا اور دین اس مصلح سے تروتازہ ہوگا۔ حدیث کے شارحین نے مَــن سے مراد فردِ واحد لیا ہے جسے اللہ علمی، عملی اور اَخلاقی خوبیوں سے نوازے گا اور ان خوبیوں کے ذریعہ دین کو اس کے شباب وجوبن پر لائے گا یا نافع علم وعمل کے ذریعے اس دین کو قوت و زندگی بخشے گا یا وہ بہت بڑا جہاد کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ ہر صدی میں کسی ایک شخص کی تجدیدِ دین کے سلسلے میں مختلف الخیال ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ایک شخص کے مجدد ہونے میں اتفاق کرتے ہیں اور بعض دفعہ مجدد کے تعین پر اختلاف کرتے ہیں مثلاً انہوں نے درج ذیل شخصیتوں کے مجدد ہونے پر اتفاق کیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے: پہلی صدی ہجری میں عمر بن عبدالعزیز، دوسری میں محمد بن ادریس شافعی، پانچویں میں ابوحامد غزالی، چھٹی میں ابن دقیق العید جبکہ باقی شخصیتوں کے مجدد ہونے پر امت میں اختلاف ہے۔

میرے نزدیک حدیث میں لفظ مَن لغتِ عرب میں جمع پر ایسے ہی دلالت کرتا ہے جیسے واحد پر اور یہ لفظ یہاں جمع پر دلالت کر رہا ہے۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ فردِ واحد ہی دین کا مجدد ہوگا بلکہ ایک جماعت بھی ہوسکتی ہے اور چند علماء یا چند حکام، جرنیل اور صاحبِ ثروت بھی ہوسکتے ہیں۔ کبھی ایک ملک سے اور کبھی مختلف ملکوں سے بھی مجدد ہوسکتے ہیں۔ کبھی ان میں ہر ایک اپنے شعبہ یا دائرہ میں تجدید کرتا ہے کبھی وہ جمعیت یا رابطہ کی شکل میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں۔ کبھی ان میں بعض دعوت وثقافت میں تجدید کرتے ہیں اور دوسرے فقہ میں اور باقی تہذیب وتربیت میں تجدید کرتے ہیں اور بعض اِصلاحِ معاشرہ میں، دوسرے اِقتصادی میدان میں اور باقی جماعتیں سیاسی میدان میں تجدید کرتی ہیں۔ ان مجددین کے عمل وتجدید کے مختلف رنگوں اور متعدد راستوں کے تسلیم کرنے میں کوئی امر مانع نہیں صرف تنوع اور خصائص کا اِختلاف ہے۔ ان میں تضاد وتناقض بھی نہیں (یعنی ان تحریکوں میں مختلف شعبوں میں خدمت سرانجام دینے کے لئے مکمل ہم آہنگی اور تعاون کا جذبہ ہو اور بعض، بعض کے لئے عمارت کی اینٹوں کی طرح مضبوطی کا باعث ہوں۔ ایک دوسرے کی تنقیص ہو، نہ تنقید اور نہ ہی بعض تحریکیں دوسری اِسلامی تحریکوں کے ساتھ اُلجھاؤ پیدا کریں کیونکہ ایسا کرنے سے ان کے اندر کمزوری داخل ہوگی اور دشمنوں کی قوت میں اضافہ ہوگا۔ تجدیدِ دین کو معین شخص کے ساتھ خاص کردینا، لوگوں کو اس کے ظہور کی اُمید پر وقت ضائع کرنے والا بنا دیتا ہے اور یہ انتظار اس بات تک پہنچا دیتا ہے کہ زمین پھٹے اور وہ مجدد تجدیدِ دین کا فریضہ سرانجام دے۔ یہی وہ راز ہے جس نے جمہور علماء کو مہدی منتظر کے نظریہ سے معلق کردیا ہے۔ اور میں جس بات کو مناسب خیال کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ تجدیدِ دین کو جماعت، مدرسہ اور تحریک سے منسلک قرار دیا جائے اور ہر غیور مسلمان اس میں حصہ لے اور یہ سوال نہ رہے کہ مجدد کب ظاہر ہوگا، بلکہ یہ ہو کہ میں تجدیدِ دین کے سلسلے میں کیا کروں؟

☆ **سوال ۱۱:** خود ساختہ علمیت کے غرور میں اندھے اور بہرے مجددین، آج کل اِلحادِ خفی کو عالمِ اِسلام کی رگوں میں اتارنے کے لیے میدان میں داخل ہوچکے ہیں تاکہ مسلمانوں کو ان کے دین کی حقیقت اور اُصلیت سے بے خبر کردیں تو کیا ان کی ایسی کاوشیں واقعتاً تجدید سے تعلق رکھتی ہیں اور کیا اس قماش کے لوگ واقعی مجدد ہیں؟

جواب: ان لوگوں کو مجدد کہنا ہی غلط ہے۔ یہ مبددین (دین کو ملیا میٹ کرنے والے) ہیں، مجددین نہیں ہیں، حقیقی تجدید ان کی بساط میں نہیں ہے۔ کسی چیز کی تجدید تو یہ ہے کہ اسے اس کی اصلی اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلی شکل پر لوٹایا جائے، اس کے اصل اور خصائص ممیزہ کو برقرار رکھتے ہوئے مرورِ زمانہ سے پیدا شدہ خلل کے پیش نظر اس میں ترمیم کر لی جائے۔ اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر ہم کسی چیز کی تجدید کرنا چاہیں گے تو یہ نہیں سوچیں گے کہ اب اس چیز کی شکل وصورت اور جوہر ہی متغیر ہوگیا ہے، اس لئے یہاں کوئی اور جدید چیز لا کر رکھ دی جائے بلکہ اسی چیز کو ہی پوری حرص کے ساتھ پہلے دور کی طرف لوٹائیں گے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ پہلی عمارت کو گرا کر اس کی جگہ دوسری عمارت تعمیر کریں۔ کیونکہ ایسا کرنے کے عمل کو تجدید سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور جن لوگوں کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو جامع مسجد کو ڈھا کر اس کی جگہ کنیسہ تعمیر کرکے اس پر لفظ جامع لکھنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کو مجدد کہنے والے درحقیقت مستشرقین کے شاگرد اور ان کے کارندے ہیں، حالانکہ ان کا اصل نام غلامانِ فکرِ یورپ صحیح ہے۔

یہ لوگ مغربی فکر کے شاگرد بننے کی کوشش بھی نہیں کرتے کیونکہ شاگرد تو بعض دفعہ اُستاد سے دلائل طلب کرتا ہے اور استاد سے اِختلاف بھی کر لیتا ہے اور کبھی اس کی علمی تردید بھی کرتا ہے جبکہ ان غلامانِ یورپ کا فکر مغرب کے متعلق طرزِ عمل صرف آمنّا و صدقنا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ ہر وہ چیز جس پر یورپین لوگ ایمان رکھتے ہیں، ان کے نزدیک حق ...... جو کچھ کہیں، وہ سچ اور جو کچھ بھی وہ کریں، ان کے نزدیک وہ صحیح ہے۔ اس معاملے میں دائیں اور بائیں طرف کے غلام برابر کے شریک ہیں۔ ایسے لوگوں اصل ومنبع ایک ہی ہے۔ یہ سب لوگ اسی شجرۂ ملعونہ کی پیداوار ہیں جس کا ذکر قرآن، تورات اور انجیل میں موجود ہے۔ مادّیت کا شجرۂ خبیثہ وہ ہے جو انسان کو روح اور حیات کو ایمان سے خالی اور معاشرے کو صراطِ مستقیم سے ہٹا دیتا ہے۔ ان خود ساختہ مجددین کے مکروفریب کا پردہ ڈاکٹر محمد البہی نے اپنی کتاب **فکر الإسلامی الحدیث وصلته بالاستعمار الغربی** میں چاک کیا ہے۔ حقیقی مجدد تو وہ ہوتا ہے جو دین کی تجدید، دین کے لیے، دین کے ساتھ کرے۔ لیکن جو شخص مشرق یا مغرب والوں کے مفادات کے لیے، دین کی تجدید، مستشرقین یا ملحدین کے افکار ونظریات سے کرے اسے حقیقی تجدید سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

دنیا میں اُردو کمپوزنگ کا سب سے بہترین پروگرام جس میں عربی، اُردو، انگریزی، سندھی، پشتو فارسی اور کشمیری زبانیں بے شمار دیدہ زیب خطوط میں کتابت کرنے کی جدید ترین سہولتیں موجود ہیں۔
خصوصیات: سکرین پر جیسے لکھا جائے ویسا ہی چھپے ● تمام اعراب، اُردو نستعلیق پر بھی ● جدید کمپیوٹر پروگرامنگ کی بدولت کتابت کی طرح الفاظ میں انتہائی خوبصورت فاصلے اور ۲۰ فیصد زیادہ عبارت ● کوئی لفظ بھی خراب کتابت نہیں ہوتا ● تمام اُردو اَخبارات مثلاً روزنامہ جنگ، نوائے وقت، خبریں، اِنصاف اور ماہنامہ 'محدث' وغیرہ اِسی پروگرام پر کتابت ہو رہے ہیں ● ونڈوز ۹۸ پر بالکل صحیح اور تیز رفتاری سے کام کرتا ہے ● صرف 2 ماہ پہلے آنے والا 'اِن پیج' کا تازہ ترین ورژن 2.4 حاصل کرنے کے لئے
رابطہ کریں: **سلیم شہزاد** 5768798 معرفت حافظ حسن مدنی 5866396,5866476

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ